احوال اکابر

محدث زمانہ

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی خدمت میں

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی استاذ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور، رائے بریلی

یہ مضمون مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ کی حیات میں لکھا تھا، جو ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے شمارہ نمبر ۱۱/۱۲/ جلد ۲/ بابت نومبر/ دسمبر ۲۰۰۷ء میں چھپا تھا، موقع کی مناسبت کی وجہ سے حضرت شیخ پر خصوصی اشاعت میں شامل کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ جنوری کی چار تاریخ تھی اور بدھ کا دن، عشاء کی نماز کا وقت تھا کہ راقم الحروف کی نظر ایک بڑی وجیہ، بارعب شخصیت پر پڑی، واقعہ اپنے وطن تکیہ کلاں دائرہ حضرت شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی کا ہے، جہاں سے ڈیڑھ صدی قبل حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت مسترشدین ومجاہدین نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قربانیاں دینے کا فیصلہ کیا تھا اور فرائض وسنن کے احیاء کا عمل شروع کیا تھا، اور جو اب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی وجود با مسعود سے منور تھا، بڑی سے بڑی علمی، دینی، روحانی، تحریکی اور سیاسی شخصیتیں ان کی زیارت وملاقات اور ان سے تبادلہ خیال کے لیے آتی رہتی ہیں، آج جو شخصیت ہمارے سامنے تھی، وہ علم حدیث میں امامت کا درجہ رکھنے والی اور روحانیت میں یدطولی رکھنے والی شخصیت تھی، انہیں دیکھ کر راقم کی خوشی کی انتہا نہ رہی محبوب کی شخصیت کو دیکھ کر دل کی جو کیفیت ہونی چاہئے وہ ہوئی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو جیسے معلوم ہوا وہ بھی بڑے مسرور ہوئے، یہ تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری ''متعنا اللہ والمسلمین بطول بقائه وعلومه وانفاسه الطيبة الطاهرة النافعة''۔

وہ چند گھنٹے ہی رکے، رات باوجود خواہش کے نہ گزار سکے، راقم سے رہا نہ گیا اس نے ان چند لمحات کی ہی سہی ایک مختصر روداد سپرد قلم کردی جو اس کی ڈائری کی زینت ہے، افادہ عام کے لیے نذر قارئین ہے:

عشاء کی اذان ہوئی اور حضرت مدظلہ مسجد تشریف لے گئے، وہیل چیئر سے تشریف لے جاتے ہیں، اور صبح یہ حال ہوتا ہے کہ اس سے بھی نہیں جاپاتے اور اپنے پلنگ کے پاس باجماعت نماز فجر اول وقت ادا کرتے ہیں، تہجد کی نماز اور وظائف واوراد، اذکار واشغال کا الگ معمول ہے، جس میں ناغہ نہیں ہوتا، مسجد پہونچتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے ہیں اور اذان سنتے ہی مسجد کے لیے قدم اٹھالیتے ہیں، وہ نماز میں تھے کہ ''ماروتی وین'' کی آواز آئی اور وہ مسجد کے پاس رکی، جس سے دو گھنی اور بڑی داڑھی والے حضرت اترے جن میں ایک مشہور عالم دین اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور تھے اور دوسرے مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مدیر ''المآثر'' تھے، شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب مسجد میں داخل ہوئے، سب سے پہلے مصافحہ وسلام کرنے والا راقم ہی تھا، مولانا نے حضرت کو پوچھا، پھر وضو کے لیے تشریف لے گئے، نل (ہینڈ پائپ) چلانے کی سعادت بھی راقم ناچیز کو حاصل رہی، مولانا وضو سے فارغ ہوئے، اور حضرت صحن میں تشریف لائے اور آگے بڑھ کر مولانا یونس صاحب سے معانقہ فرمایا، اور فرمایا کہ ''نعمت غیر مترقبہ'' مولانا یونس صاحب نے کہا، باندہ گیا تھا وہاں سے یہ لوگ اعظم گڈھ لے جارہے تھے ہم نے ان سے کہا حضرت کے یہاں تکیہ (رائے بریلی) جائے بغیر نہیں جاسکتا۔

نماز بعد حضرت قیام گاہ (جسے بنگلہ کہتے ہیں) چلے گئے، ان

حضرات کو پہنچنے میں تاخیر ہوئی، میں تیزی سے مسجد کی جانب گیا، روضہ شاہ علم اللہؒ میں روشنی دکھائی دی، معلوم ہوا کہ شیخ یونس صاحب اوران کے رفقاء مقابر پر فاتحہ خواں ہیں، چند قبروں کی راقم نے نشاندہی کی، اس کے بعد مسجد کے شمال مشرق میں دو قبروں پر لے گیا، بتایا یہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے والد کی قبر ہے، اور دوسری حضرت سید شاہ علم اللہ کے صاحبزادے (سید ابو حنیفہ) کی ہے، جو اپنے والد کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے، دیر تک کھڑے رہے اور پڑھتے رہے، پھر بتایا کہ ادھر سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ کا مکان تھا جو اب دارالتحفیظ کی شکل میں ہے (اور مدرسہ سید احمد شہید برائے حفظ وتجوید کے نام سے موسوم ہے) اس پر خوش ہوئے پھر فرمانے لگے بھائی! اس وقت کے سید صاحب تو ہمارے حضرت مولانا ہیں، پھر ہم نے ذرا چل کر بتایا کہ یہ بائیں طرف حضرت مولانا کا نانیہال ہے، خود فرمایا حضرت مولانا شاہ ضیاء النبی صاحب کا مکان، مولانا اعجاز احمد صاحب نے مزید کہا جن کے مولانا محمد امین نصیر آبادی خلیفہ تھے، حضرت مولانا یونس صاحب نے پوچھا تم کون ہو بتاؤ! میں نے مظاہر علوم سہارنپور میں مولانا کے یہاں رات کا قیام اور ملاقات ذکر کرنے کے ساتھ حضرت مدظلہ کے بھانجہ مولانا محمد ثانی حسنی صاحب کی نسبت سے اپنا تعارف کرایا، بڑے خوش ہوئے اور لپٹالیا۔

مولانا بنگلہ پہنچے حضرت بڑے کمرہ میں تشریف فرما تھے، جیسے مولانا داخل ہوئے حضرت کھڑے ہوگئے اور مسند پر بیٹھنے کو کہا، جس پر شیخ یونس صاحب کسی طرح تیار نہ ہوئے، حضرت نے کہا ہم بھی نہ بیٹھیں گے، مولانا نے کہا کہ حضرت! میں طالب بن کر آیا ہوں، اور یہ کہہ کر مولانا اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، مگر حضرت نے بھی گاؤ تکیہ سے ٹیک نہ لگایا اور آمنے سامنے شمال وجنوب کی طرف بغیر تکیہ کے بیٹھے رہے، حضرت نے سفر بخارا وسمرقند وتاشقند کا ذکر کیا، اور اپنے دو کتابچے ہدیہ کئے، ایک تو وہ مقالہ تھا جو سمرقند میں امام بخاری اوران کی کتاب صحیح پر دیا تھا، اور ''الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام'' یعنی نزہۃ الخواطر کا تعارف نامہ تحفۃ دیا، اور مولانا کی بخارا وسمرقند میں عدم موجودگی پر افسوس ظاہر کیا، مولانا نے کہا ہمارے پاس دعوت نامہ آیا تھا، مگر لڑکوں نے ردی میں ڈال دیا، ایک دو ماہ بعد دیکھا تو بہت افسوس ہوا، ویسے ہم بخارا وسمرقند گئے ہیں، جب یہ علاقے روسی حکومت کے زیر اقتدار تھے، ایک جاسوس ساتھ رہتا تھا، بخاری شریف ساتھ لے گیا تھا، کتاب الایمان تک وہاں پڑھا بھی، دیر تک علمی وروحانی گفتگو جاری رہی، کھانا لگ چکا تھا، سب نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد کچھ دیر مجلس رہی، مولانا اعجاز احمد صاحب نے حضرت سے مولانا رشید احمد اعظمی (صاحبزادۂ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن محدث اعظمی) کی صحت وشفا کی دعا کے لیے کہا کہ وہ بہت بیمار ہیں، اس سفر میں ان کا بھی پروگرام تھا، مگر وہ بیمار ہوگئے، اس لیے ساتھ نہ رہے، اور مولانا اعجاز صاحب نے حضرت سے یہ بھی عرض کیا کہ: مولانا عبدالجبار صاحب مئوی کا انتقال ہوگیا (چند دن قبل)۔

حضرت چاہتے تھے کہ یہ حضرات رات کو ٹھہر جائیں سردی کی رات ہے، اور دیر بھی ہو چکی ہے، اعظم گڑھ دور ہے، تقریباً دو ڈھائی سو کلومیٹر ہے، حضرت مولانا یونس صاحب ٹھہرنے کو ترجیح دے رہے تھے اوران کی اندر سے یہ خواہش تھی، فرمانے لگے کہ ایک دو رات یہاں قیام کرنے کو جی چاہتا ہے اور کہا یہاں بڑا سکون محسوس ہو رہا ہے، بڑی طبیعت لگ رہی ہے اور انہوں نے حضرت سے اپنی صحت وشفا کے لیے دعا کو کہا، کہنے لگے ہم پر کسی نے سحر کر دیا ہے، مفتی محمود صاب (حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی) نے بھی کہا کہ کسی نے تم پر سخت قسم کا جادو کر دیا، انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی اس پر بس نہیں چل رہا ہے، خود وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ ہم نے کسی طالب علم کو ڈانٹ دیا تھا، خیال ہے کہ اس نے ہم پر سحر کیا ہے، کیفیت بتاتے ہوئے کہا کہ ایک دن بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، دیکھتے کیا ہیں پلیٹ میں خون کا لوتھڑا گرا، اس وقت تو سکون معلوم ہو رہا ہے، ورنہ عجیب حالت ہو جاتی ہے، ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ پتہ نہیں آپ کیسے زندہ ہیں اس میں تو بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے، حضرت نے اپنے متعلق بھی سحر کا شبہ ظاہر کیا،

اورحضرت نے مولانا سے کہا کہ انشاء اللہ آپ کے لیے دعا کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، حضرت نے مولانا کو اپنی کتاب ''الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند'' بھی ہدیہ میں دی، مولانا نے بندہ سے کہا کہ نزہۃ الخواطر کا سیٹ بھیج دینا، قیمت ارسال کردی جائے گی۔

اجازت چاہی اور رخصت ہوئے مگر اپنے رفقاء سفر سے کہتے رہے کہ ہمیں یہاں چھوڑ دو، تم لوگ چلے جاؤ، یہیں سے ہم سہارنپور چلے جائیں گے، مگر یہ کہاں ہوسکتا تھا، رات کو روکنا یوں محال تھا کہ گاڑی کسی اور کی تھی صبح انہیں واپس کرنی تھی، مجلس میں مولانا محمد یونس صاحب نے حضرت سے یہ بھی عرض کیا جب حضرت نے مولانا الیاس صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مولانا مدنی اور حضرت رائے پوری کا تکیہ آمد اور قیام کا ذکر کیا اور حضرت تھانوی کے رائے بریلی سے گزرنے اور یہاں آنے کی خواہش کرنے مگر نہ آسکنے کا ذکر کیا، اور وہ واقعہ بھی بتایا جو مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری نے حضرت سے بتایا تھا کہ حضرت تکیہ کے انوار یہاں تک ہیں اس واقعہ کو مولانا قمرالزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ نے اپنی کتاب اقوال سلف میں بھی ذکر کیا ہے، حضرت کے ہی حوالہ سے۔

حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجددالامۃ مدظلہم سے کہا، حضرت رائے پوری نے آپ کو چاروں سلسلوں میں یہاں ہی اجازت دی تھی، حضرت نے فرمایا آپ کو کہاں سے معلوم؟ پھر حضرت نے تائید کی اور تفصیل بتائی اور فرمایا چاروں سلسلوں میں خاص طور سے حضرت سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) کے سلسلہ میں اجازت دی تھی، مولانا محمد یونس صاحب نے کہا ہم نے کہیں پڑھا تھا، جب مولانا اور مولانا کے رفقاء حضرت سے رخصت ہوئے اور اجازت چاہی تو باہر استنجاء خانہ گئے، استنجاء خانہ میں بجلی تھی نہیں، حضرت نے اپنی ٹارچ دی کہ مولانا کو دے دو، میں نے بہت دینا چاہا، مگر مولانا کسی طرح لینے کو تیار نہ ہوئے کہ حضرت کی ٹارچ استنجاء خانہ لے جائیں، پھر استنجاء سے فراغت کے بعد وضو کرنے چلے، حضرت کے خادم خاص الحاج عبدالرزاق صاحب نے اور راقم ناچیز نے بھی بہت عرض کیا کہ حضرت کے یہاں وضوخانہ میں وضو کرلیجئے، حضرت نے بھی فرمایا کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ مولانا وضو کرنے جارہے ہیں مگر مولانا ادباً تیار نہ ہوئے کہ جہاں حضرت وضو کرتے ہیں وہاں وضو کریں اور کھڑے ہو کر ہینڈ پائپ سے وضو کیا۔

پھر ہم سب خدام نے مولانا مدظلہ سے سلام ومصافحہ کیا اور ان کے رفقاء سے خال معظم مولانا سید محمد حمزہ حسنی، الحاج عبدالرزاق صاحب خادم خاص حضرت دامت برکاتہم، مولانا نثار الحق ندوی کاتب خاص حضرت دامت برکاتہم، پھوپھا جان مولانا سید احمد علی حسنی، مولانا نیاز احمد ندوی صاحب استاذ مدرسہ ضیاء العلوم اور دیگر حضرات نے، بلال ماموں (مولانا سید بلال عبدالحئی حسنی) موجود نہ تھے اور حضرت بار بار ان کا ذکر کررہے تھا کہ وہ بھی ملاقات کرلیتے، شہر گئے تھے، مجھے امید ہوئی کہ مدرسہ آگئے ہوں گے، مولانا سے میں نے ذکر کیا، گاڑی پر ہمیں بٹھالیا، راستے میں بلال ماموں نظر آگئے، گاڑی رکی، اور سلام ومصافحہ ہوا، پھر مدرسہ کا ذکر کیا، مولانا تیار ہوگئے، اور مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور پہنچے، مسجد میں تحیۃ المسجد ادا کی، اتنے میں مدرسہ کے طلبہ اور اساتذہ جمع ہوگئے، سب سے سلام ومصافحہ ہوا، مولانا اور ان کے رفقاء نے مدرسہ پسند کیا اور دعا کی (اب الحمدللہ حضرت شیخ الحدیث صاحب اس مدرسہ کے سرپرستوں میں بھی ہیں)۔

مولانا اور ان کے رفقاء چلے تو گئے لیکن حضرت کو برابر فکر وتشویش رہی، رات گزری، صبح نماز فجر اول وقت پڑھی، پھر آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے، دیکھا تو حضرت فکرمند تھے، کہ مولانا محمد یونس صاحب بخیریت پہنچ گئے ہوں، ٹھنڈی رات، لمبا سفر تھا۔

یہ تھا ہمارے اکابرین علم وفضل کا تعلق اور آپس میں ایک دوسرے کا اکرام وتکریم، اللہ تعالی ان کی برکات وانوار کو قائم ودائم رکھے۔

/////☆☆☆☆/////